بندوق سے شکار کرنے کا حکم

مجیب: مولانا سید مسعود علی عطاری مدنی زید مجدہ

فتوی نمبر: Web:42

تاریخ اجراء: 15 جمادی الاولی 1442ھ /31 دسمبر 2020ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر ہرن کا شکار کرتے ہوئے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر گولی ماری جائے لیکن پھر ڈھونڈنے سے پہلے ہی ہرن مر جائے تو کیا وہ ہرن حلال ہو جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی نہیں! پوچھی گئی صورت میں وہ ہرن حلال نہیں ہو گا۔ ہاں اگر گولی لگنے کے بعد اسے زندہ پکڑ لیا اور ذبح شرعی کر دیا تو پھر حلال ہو جائے گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ”بندوق کی گولی در بارہ حلتِ صید حکمِ تیر میں نہیں، اس کا مارا ہوا شکار مطلقاً حرام ہے کہ اس میں قطع و خرق نہیں، صدم ودق وکسر و حرق ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 343، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ”اگر زندہ پایا اور ذبح کر لیا، ذبح کے سبب حلال ہو گیا، ورنہ ہر گز نہ کھایا جائے، بندوق کا حکم تیر کی مثل نہیں ہو سکتا، یہاں آلہ وہ چاہیے جو اپنی دھار سے قتل کرے، اور گولی چَھرے میں دھار نہیں، آلہ وہ چاہیے جو کاٹ کرتا ہو، اور بندوق توڑتی ہے نہ کہ کاٹ۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 347، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

شکار سے متعلق یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ محض تفریح کے لیے شوقیہ شکار کرنا، جائز نہیں۔ ہاں اگر واقعی کھانے یا دوا یا کسی اور نفع مثلاً تجارت کے لئے یا کسی ضرر کو دور کرنے کے لئے ہو تو جائز ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضاخان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”شکار کہ محض شوقیہ بغرض تفریح ہو، جسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے ولہذا شکار کھیلنا کہتے ہیں، بندوق کا ہو خواہ مچھلی کا، روزانہ ہو خواہ گاہ گاہ، مطلقاً باتفاق حرام ہے۔ حلال وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی ضرر کے دفع کو ہو۔ آج کل بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص ضرورت کے کھانے یا پہننے کی چیزیں لانے کو جانا اپنی کسر شان سمجھیں، یا نرم ایسے کہ دس قدم دھوپ میں چل کر مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہونا مصیبت جانیں، وہ گرم دوپہر، گرم لو میں گرم ریت پر چلنا اور ٹھہرنا، اور گرم ہوا کے تھپیڑے کھانا گوارا کرتے اور دو دو پہر دو دو دن شکار کے لئے گھر بار چھوڑے پڑے رہتے ہیں کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں، حاشاو کلا بلکہ وہی لہو ولعب ہے اور بالاتفاق حرام، ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کہے مثلاً مچھلی بازار میں ملے گی وہاں سے لے لیجئے ہر گز قبول نہ کر سکیں گے، یا کہئے کہ اپنے پاس سے لائے دیتے ہیں، کبھی نہ مانیں گے بلکہ شکار کے بعد خود اس کے کھانے سے بھی چنداں غرض نہیں رکھتے بانٹ دیتے ہیں، تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح و حرام ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ 341، رضافاؤنڈیشن لاہور)

اور لکھتے ہیں: ”کسی جانور کا شکار اگر غذا یا دوا یا دفعِ ایذاء یا تجارت کی غرض سے ہو جائز ہے اور جو تفریح کے لئے ہو جس طرح آج کل رائج ہے اور اسی لئے اسے شکار کھیلنا کہتے اور کھیل سمجھتے ہیں، اور وہ جو اپنے کھانے کے لئے بازار سے کوئی چیز خرید کر لانا عار جانیں، دھوپ اور لو میں خاک اڑاتے اور پانی بجاتے ہیں، یہ مطلقاً حرام ہے۔۔۔ یہ سب اس فعل کی نسبت احکام تھے، رہی شکار کی ہوئی مچھلی اس کا کھانا ہر طرح حلال ہے اگرچہ فعل شکار ان ناجائز صورتوں سے ہوا ہو۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ 343، رضافاؤنڈیشن لاہور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم